قراء، علوم القراءت اور رَسم عثمانی

مولانا قاری اَحمد میاں تھانوی مدظلہم سے ایک علم افروز انٹرویو

خوش الحان و خوش ادا،شیخ القراء مولاناقاری اَحمد میاں تھانوی مدظلھم کا شمار علم القراء ات میں نمایاں ترین لوگوں میں سے ھوتا ھے۔ آپ' کلیة القرآن الکریم' مدینه یونیورسٹی کے نمایاں فضلاء میں سے ھیں۔محکمه اَوقاف کی طرف سے' لجنه تصحیح المصاحف' پاکستان کے رئیس ھیں۔حکومت پاکستان نے ان کی خدمات کے اعتراف میں' تمغه امتیاز'بھی عطاء کیا ھے ۔' دار العلوم الاسلامیه' علامه اقبال ٹائون کامران بلاك لاھور کے نائب مھتمم ھیں،جس کی انفرادیت علوم القراء ت کی باقاعدہ تدریس ھے۔ آپ کی شخصیت کے اِسی پھلو کی نسبت سے ھم آپ کا انٹرویو شائع کر رھے ھیں۔ (ادارہ)

سوال: حضرت عرض ہے کہ پہلے تو آپ اپنا مکمل تعارف کروائیں۔

جواب: ہندوستان میں ایک مشہور قصبہ تھانہ بھون ہے۔تھانہ بھون وہ قصبہ ہے جہاں اکابر علماء دیو بند پیدا ہوئے، مثلاً حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ وغیرہ۔ میرا نام اَحمد میاں تھانوی ہے، والد کا نام مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ اور دادا کا نام مولانا سعید احمد تھانوی رحمہ اللہ ہے، جو ریشمی رومال کی تحریک کے شرکاء میں سے تھے اور علی گڑھ یونیورسٹی میں ملازم تھے۔ والد صاحب رحمہ اللہ زیادہ عرصہ، تھانہ بھون میں رہے پھر انہوں نے مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کی،اور وہاں مدرّس بھی رہے ۔قیام پاکستان کے بعد میں ۲۵ نومبر ۱۹۴۷ء میں تھانہ بھون میں میری پیدائش ہوئی۔ہم لوگ ۱۹۵۲ء تک تھانہ بھون میں رہے۔اس کے بعد پاکستان آنا ہوا تو سب سے پہلے ہم لاہور آئے۔لاہور آنے کے بعد حضرت مولانا مفتی محمد حسن رحمہ اللہ کی دعوت پر جامعہ اشرفیہ آئے۔ والد صاحب نے یہاں تدریس شروع کی، جبکہ میں نے جامعہ اشرفیہ لاہور نیلا گنبد میں حفظ کرنا شروع کر دیا۔ میرے حفظ کے پہلے اُستاد حضرت قاری خدابخش رحمہ اللہ ہیں۔ان سے میں نے سورہ مریم تک پڑھا، پھر یہ ادارہ چونکہ مسلم ٹاون منتقل ہوگیا تھا،اس لیے میں نے دار العلوم الاسلامیہ پرانی

اَنارکلی میں داخلہ لے لیا۔ وہاں میں نے قاری رونق علی حفظہ اللہ اور قاری افتخار عثمانی رحمہ اللہ ان دونوں حضرات سے قرآن پاک مکمل کیا۔ میرے حفظ کے یہ تین استاد ہیں۔ میرا حفظ ۱۹۵۸ء میں مکمل ہوا۔ اس وقت میری عمر تقریباً دس سال تھی۔ قاری خدا بخش رحمہ اللہ، قاری رونق علی حفظہ اللہ اور قاری افتخار علی رحمہ اللہ ان تینوں اَساتذہ کے پڑھانے کا انداز بہت عمدہ تھا۔ قاری افتخار علی رحمہ اللہ بہت بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے 'منشاوی' کا انداز ان سے سیکھا ہے۔ ان سے سیکھنے کی وجہ سے میرے حفظ میں پختگی عمدہ ہوگئی تھی۔ اس لیے حفظ کے بعد میں مختلف مسابقوں میں شریک ہوا، جس مسابقہ میں بھی جاتا تھا، پہلی، دوسری یا تیسری پوزیشن میں سے کوئی نہ کوئی ضرور آجاتی تھی۔ یہ الحمدللہ روایت حفص کی تکمیل سے پہلے کی بات ہے۔ ۱۹۶۱ء میں آل پاکستان مسابقہ میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔

سوال: **علم تجوید سیکھنے کی ابتداء کب ہوئی؟**

جواب: حفظ کے فوراً بعد دَرس نظامی میں داخلہ لے لیا اور روایتِ حفص پڑھنا شروع کردی۔ سن ۱۹۶۳ء/۶۴ء میں، میں نے قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ سے روایت حفص مکمل کر لی تھی۔ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور میں تجوید کی تکمیل کے بعد جامعہ اشرفیہ میں درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔

سوال: **اپنے والدین کے بارے میں کچھ بتایئے؟**

جواب: والد محترم مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ، جامعہ اشرفیہ میں مفتی تھے۔ انہوں نے مظاہر العلوم سہارنپور سے درس نظامی کی تکمیل کی تھی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے داماد تھے۔ یعنی حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی سوتیلی بیٹی ان کے گھر تھیں۔ مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہ اللہ نے پہلے سہارنپور میں پڑھایا، اس کے بعد تھانہ بھون میں، پھر جامعہ اشرفیہ میں آکر باقاعدہ پچاس سال تک تدریس کی۔ مسائل شریعت پر ان کی احکام القرآن کے نام سے ایک مستقل کتاب ہے۔ آخری دور مفتی صاحب تین دن جامعہ اشرفیہ میں اور تین دن دارالعلوم الاسلامیہ میں دیتے تھے۔ والدین الحمدللہ اعلیٰ تربیت کرنے والے تھے۔ والدہ کا قرآن پاک سے محبت کا یہ عالم تھا کہ فجر کی نماز کے بعد دس پارے قرآن پڑھنے کا معمول تھا۔ وہ کم از کم دس پارے مکمل تلاوت کر کے ناشتہ بناتی تھیں۔ والدہ محترمہ کا انتقال ۱۹۹۳ء میں اور والد صاحب کا انتقال ۱۹۹۴ء میں ہوا۔

سوال: **آپ کے بہن بھائی کتنے ہیں؟**

جواب: ہم آٹھ بہن بھائی ہیں۔ ان میں چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ بڑے بھائی مولانا مشرف علی تھانوی ہیں، جو دارالعلوم الاسلامیہ میں شیخ الحدیث ہیں اور میرے استاد بھی ہیں۔ عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں میں نے انہی سے پڑھی ہیں۔ جب میں کتابیں پڑھتا تھا تو اس وقت وہ دارالعلوم الاسلامیہ میں نائب مہتمم تھے۔ آپ مولانا ادریس صاحب رحمہ اللہ کے داماد ہیں۔ علم حدیث میں ان کا خاص مقام اور انفرادیت یہ ہے کہ اس وقت سند حدیث

کے اعتبار سے ان کے پاس بڑی اہم مختلف دس سندیں ہیں۔ ہم دونوں بھائیوں کو الحمدللہ یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کے پاس حدیث کی سند عالی ہے اور میرے پاس قراءات کی سند عالی ہے۔

سوال: مولانا مشرف علی تھانوی صاحب کے علاوہ باقی بہن بھائیوں کا کیا تعارف ہے؟

جواب: مولانا مشرف علی تھانوی سے بڑی دو بہنیں ہیں اور دو ان سے چھوٹی ہیں۔ بہن بھائیوں میں میرا چھٹا نمبر ہے۔ مجھ سے چھوٹے دو بھائی ہیں، ایک محمد میاں تھانوی اور دوسرے ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی۔ اس طرح سے ہم چار بھائی اور چار بہنیں ہیں۔

سوال: ابتدائی تعلیم کے بعد کے تعلیمی سفر کے بارے میں بتایئے؟

جواب: حفظ کے بعد درس نظامی کے لیے جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا اور ۱۹۶۸ء/ ۶۹ء میں درس نظامی سے فارغ ہوا۔

سوال: اپنے بڑے اساتذہ کے نام بتائیں؟

جواب: ہم نے سنن ترمذی مولانا رسول خان رحمہ اللہ سے، صحیح بخاری مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ سے، طحاوی مولانا عبیداللہ اشرفی رحمہ اللہ سے، صحیح مسلم مولانا عبدالرحمٰن اشرفی رحمہ اللہ سے اور سنن ابوداؤد اپنے والد مرحوم سے پڑھی۔

سوال: کیا مولانا مفتی حسن صاحب رحمہ اللہ اس وقت موجود نہیں تھے؟

جواب: مفتی حسن رحمہ اللہ میرے ابتدائی زمانے میں تھے، لیکن جب میں درس نظامی کے لیے آیا تو ان کا انتقال ہو چکا تھا۔

سوال: آپ کی درس نظامی کے بعد کی کیا مصروفیت رہی؟

جواب: فراغت کے بعد جب میں گھر آیا تو قاری سراج احمد، جو اس وقت میرے والد کے پاس تشریف فرما تھے، نے فرمایا کہ اب آپ کو ایک چلّے کی اجازت ہے یعنی چالیس دن آرام کریں یا جماعت میں چلہ لگائیں جیسے آپ کی مرضی، لیکن آج ۲۵ شعبان ہے اور ۵ شوال کو آپ نے مدرسے میں پڑھانا ہے۔ میں نے یہ چالیس دن فرصت کے گزارے، اس کے بعد پھر فرصت نہیں ملی۔

سوال: آپ رمضان میں قرآن پاک سنایا کرتے ہیں؟

جواب: قرآن پاک مسلسل رمضان میں سنانے کا معمول تھا۔

سوال: جامعہ اشرفیہ میں دورانِ تدریس آپ محافل قراءت میں شریک ہوتے تھے؟

جواب: محافل میں شریک ہوتا رہا ہوں، لیکن دورہ حدیث کے زمانے میں توجہ تعلیم پر ہی مرکوز رہی، البتہ مشق

کا معاملہ ایسا تھا کہ دورہ کے زمانے میں بھی ترمذی کا سبق ختم ہوتے ہی میں مسلم ٹاؤن سے دارالعلوم الاسلامیہ پرانی انارکلی میں اپنے استاذ قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ کے پاس مشق کرنے کے لیے آتا تھا۔ یہ میرا تجوید کے ساتھ جنون کی حد تک شوق تھا۔

س: قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ کس کے شاگرد ہیں؟

جواب: قاری عبدالعزیز شوقی رحمہ اللہ، قاری حفظ الرحمٰن دیوبندی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

سوال: قراءات سبعہ پڑھنے کا آغاز کیسے ہوا؟

جواب: میں نے سن ۱۹۷۸ء میں شیخ القراء قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ سے قراءت پڑھنی شروع کی۔ اس وقت میں دارالعلوم اسلامیہ میں پڑھا رہا تھا۔ ایک بجے میں یہاں سے فارغ ہوتا تو سیدھا قاری صاحب رحمہ اللہ کے پاس رنگ محل پڑھنے چلا جاتا تھا۔ ابتداء میں قاری صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بھائی احمد میاں! آپ سے یہ نہیں ہو سکے گا بہت مشکل ہے، لیکن میں نے کہا کہ میں ان شاء اللہ اس کو پورا کروں گا، چنانچہ میں روزانہ جاتا رہا، تا آنکہ الحمدللہ میں نے شیخ القراء قاری اظہار احمد رحمہ اللہ سے پوری شاطبیہ حرفاً حرفاً پڑھ لی اور نہ صرف حرفاً حرفاً پڑھی، بلکہ ان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ بھی نوٹ کیے۔ میں نے باقاعدہ پوری شاطبیہ کا ترجمہ لکھا۔ روزانہ میرا معمول تھا کہ جب وہ شعر کی تشریح وغیرہ کرتے تو میں پورا نوٹ کر لیا کرتا۔ ترجمہ پورا چھ جلدوں میں میرے پاس موجود ہے۔ میرا ارادہ اس کو طبع کرنے کا تھا، لیکن شیخ القراء رحمہ اللہ کی اپنی کتاب طبع ہو کر آ گئی تو میں نے یہ ارادہ ملتوی کر دیا۔

سوال: قاری اظہار احمد تھانویؒ اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد میں استاد کب مقرر ہوئے؟

جواب: جب پاکستان میں اسلامی یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو میں نے ڈاکٹر محمود غازی مرحوم سے کہا کہ کیا اس میں ہمارے شعبہ کی گنجائش ہوگی؟ انہوں نے کہا آپ صدر ضیاء الحق مرحوم کو لکھیں تاکہ وہ قراءات اور تجوید کو ایک شعبہ کے طور یونیورسٹی میں جگہ دیں۔ ہم نے اتحاد القراء کی طرف سے صدر پاکستان کو لکھا کہ درس نظامی کے ساتھ ساتھ شعبہ قراءات کا انتظام بھی کیا جائے، چنانچہ ہماری تجویز منظور ہوگئی اور وہاں قراءات کا شعبہ کھل گیا اور قاری اظہار احمد تھانویؒ اور شیخ عبدالحی زہرانؒ وہاں علم قراءات پڑھاتے رہے۔ یہ شعبہ اب تک قائم ہے۔

سوال: آپ نے کب ان سے قراءت مکمل کی؟

جواب: میں ۱۹۷۹ء میں قراءت سے فارغ ہو گیا تھا۔

سوال: ایک سال میں آپ نے ان سے صرف شاطبیہ ہی پڑھی یا اجراء وغیرہ بھی کیا؟

جواب: میں نے ان سے شاطبیہ بھی پڑھی اور اجراء بھی کیا۔ اور عقیلہ فی رسم القرآن بھی پڑھی۔

سوال: اجراء آپ نے کتنا پڑھا؟

جواب: میں نے ان سے تقریباً سورہ بقرہ کے ۲۰ یا ۲۵ رکوع کا اجراء کیا ہے۔

سوال: قاری صاحب رحمہ اللہ نے آپ کو سند بھی دی؟

جواب: ان کے پاس چھپی ہوئی سند نہیں تھی، روایت حفص کی ایک سند تھی تو انہوں نے کہا میں فی الحال اس پر لکھ دیتا ہوں یہ لے لیں، بعد میں چھپوا کے دوسری دے دوں گا، اس کے بعد میں مدینہ منورہ چلا گیا۔

سوال: مدینہ یونیورسٹی کیسے گئے؟

جواب: جب اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد نے افراد مانگے تو میں نے قاری اظہار صاحب کا نام دیا، بلکہ خود اپنے، قاری اظہار صاحب، قاری فاروق، قاری عبدالمالک اور قاری عبدالرحمٰن کے کاغذات جمع کروائے۔ اس دوران قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ تشریف لے آئے۔ قاری اظہار صاحب کاغذات بھیجنے کے لئے تیار نہیں تھے، لیکن ہم نے ان کے کاغذات زبردستی جمع کروائے۔ قاری صاحب کاغذات جمع کروانے کی غرض سے قطعاً اسلام آباد جانے کے لیے تیار نہیں تھے۔ میں فوراً قاری صاحب کے گھر گیا اور اماں جی سے درخواست کی کہ ان کے کاغذات دیں۔ قاری اظہار احمد تھانوی صاحب ؒ کا بطور استاد تقرر ہو گیا، اور مجھے اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد کی جانب سے سکالرشپ عطاء کیا گیا۔ ایک سکالرشپ جامعہ ازہر کا تھا، ایک جامعہ اُم القریٰ کا اور ایک جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے قاری ادریس العاصم حفظہ اللہ کو، یہ اس وقت مدینہ یونیورسٹی میں پڑھتے تھے، انہوں نے کہا کہ آپ کوشش کر کے جامعہ اسلامیہ کا سکالرشپ لے لیں۔ اگر آپ کو جامعہ اسلامیہ کا سکالرشپ مل گیا، تو یہاں آپ کو جامعہ ازہر سے اچھے استاد مل جائیں گے، جو تجوید وقراءات میں ماہر ہوں گے۔ یہ بہت اچھی بات تھی۔ ان کی اس رہنمائی کے نتیجے میں فوراً اسلام آباد گیا، جب میں اسلام آباد پہنچا تو پتہ چلا کہ میرے تمام کاغذات جامعہ ازہر کے لیے تیار ہو چکے ہیں، میں نے وہ جامعہ اسلامیہ کے لئے تبدیل کروائے۔ اس کام میں میاں نواز شریف، جو میرے مقتدی تھے، ان کا بڑا کردار ہے، ورنہ حکومت جو ایک دفعہ (تعلیمی) پالیسی بنا لیتی ہے تو اس کو تبدیل کرنا بہت مشکل ہوتا ہے، لیکن انہوں نے میری درخواست منظور کی اور میرا جامعہ ازہر کا سکالرشپ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے لیے تبدیل کر دیا گیا۔

سوال: مدینہ منورہ میں قراءات کے کون سے اساتذہ سے استفادہ کیا؟

جواب: قراءات کے اساتذہ میں سے حضرت شیخ محمود سیبویہ رحمہ اللہ، جو رئیس القراءات تھے، شیخ عبدالفتاح المرصفی رحمہ اللہ، یہ نائب رئیس تھے، شیخ عبدالرافع رضوان حفظہ اللہ، شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ، شیخ عبدالرازق علی موسیٰ ؒ۔

اور شیخ محمود جادوؒ، یہ اگرچہ ہمارے براہ راست استاذ نہیں ہیں۔لیکن ان سے تعلق اس حوالے سے ہے کہ وہاں ریڈیو ریکارڈنگ کے پروگرام دروس من القراءات میں ہم ان کے ساتھ شریک ہوتے تھے۔ان سب کے علاوہ مَیں نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران شیخ القراء حضرت قاری فتح محمد پانی پتیؒ کو قراءاتِ عشرہ میں سنا کر سندِ اجازت لی ہے۔ان کے علاوہ قاری طاہر رحیمیؒ سے قراءات کے دقیق علمی موضوعات پر مفید خط کتابت رہی ہے۔

سوال: امتحانی نتائج میں کیا کیفیت رہی؟

جواب: تجوید وقراءت میں ہمیشہ امتیازی نمبر حاصل کیے، جبکہ دیگر علوم میں میری دلچسپی کم رہی ہے، لیکن تجوید وقراءت میں میرے نمبر الحمدللہ ہمیشہ اچھے رہے۔مدینہ یونیورسٹی میں بھی شعبہ قراءت میں بھی جتنے علوم ہیں، ان میں ۹۵ فیصد، ۹۸ فیصد اور ۹۹ فیصد نمبر میں نے حاصل کیے ہیں۔دوسرے علوم میں صرف پاس مارکس ہی ہوتے تھے۔میری کوشش ہوتی تھی کہ صرف پاس ہو جاؤں، فیل ہونے سے ڈرتا تھا "لکل فن رجال"

سوال: وہاں آپ کی ہم نصابی سرگرمیاں کیا تھیں؟

جواب: وہاں بھی ہم نصابی سرگرمیاں تجوید وقراءات کے حوالے سے تھیں۔ایک دن میں نے خلافِ ضابطہ بلند آواز میں تلاوت شروع کر دی۔اسی دوران دکتور عبدالعزیز القاری جو ذراسخت مزاج کے تھے، وہاں سے گزر رہے تھے، انہوں نے جب اس کی وجہ پوچھی تو میں ڈرڈر کے بتا رہا تھا، کہنے لگے کہ ڈرو نہیں، میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے پہلے بھی کہیں پڑھا ہے؟ تو میں نے کہا الحمدللہ پاکستان میں پڑھتا رہا ہوں، بلکہ پڑھاتا بھی رہا ہوں۔ کلیۃ القرآن میں قاری ادریس عاصم حفظہ اللہ بھی موجود تھے، ان کی مشاورت سے میں نے فترہ ثانیہ سے آغاز کیا۔جب میں فترہ ثانیہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ شاطبیہ کے پانچ سو عربی کے شعر یاد کرنے ہیں۔پھر وہاں حفظ ِ ابیات بھی نصاب کا حصہ تھیں، جو پاکستان کے نصاب میں شامل نہیں تھیں، اس لئے ابتداءً وہ مجھے ایک پہاڑ کی طرح محسوس ہوئیں، بہرصورت میں جنت البقیع کا ایک راؤنڈ لگا کے دوسری طرف کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے تقریباً اڑھائی گھنٹے تک صبح فجر کے بعد یہ اشعار یاد کرتا، بس روانہ ہونے سے قبل میں تقریباً بیس اشعار یاد کر لیتا۔یہ بیس اشعار میرا معمول تھا، بلکہ ایک دفعہ شیخ علی عبدالرحمٰن الحذیفی حفظہ اللہ نے مجھ سے پوچھا کہ بھائی میرا دل بھی قراءاتِ سبعہ پڑھنے کو چاہتا ہے، لیکن یہ لوگ کہتے ہیں شاطبیہ یاد کرنی پڑے گی۔میں اس عمر میں اسے مشکل محسوس کرتا ہوں۔ میں نے کہا میری اور آپ کی عمر قریب قریب ہے، تو ہنسنے لگے اور مجھ سے پوچھا کہ تم کیسے یاد کرتے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں اس طرح سے جنت البقیع کا چکر کاٹتا ہوں، تو ہنس کے کہنے لگے میں تو جنت البقیع کا طواف نہیں کروں گا، تم کرتے رہو۔میں نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جامع القرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور امام نافع رحمہ اللہ وغیرہ

یہاں مدفون ہیں، ان حضرات کی برکت میں نے پائی، ورنہ آپ یہ دیکھئے کہ ایک شخص کی عمر ۳۵ سال کے قریب ہو، اس کے چھ بچے بھی ہوں اور وہ اس عمر میں شاطبیہ یاد کرے، پھر شاطبیہ بھی ایسے یاد کرے کہ باقاعدہ پارے کی طرح سنانے کا دور کرے، تو یہ برکت کے علاوہ اور کیا ہوسکتا ہے؟

سوال: آپ کی عصری تعلیم کیا ہے؟

جواب: جب میں پاکستان واپس آیا تو مجھے کہا گیا کہ آپ کے پاس دو سندیں ہیں: جامعہ اشرفیہ اور مدینہ یونیورسٹی کی، ان دونوں کو ملا کر آپ براہ راست دکتوراہ کرلیں، چنانچہ میں فارم تیار کر کے جب پنجاب یونیورسٹی گیا تو ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، جو کہ میرے استاد بھی ہیں، ان کے سامنے میں نے کاغذات رکھے۔ انہوں نے کہا گرامی قدر! یہ ڈگری اگرچہ ایم اے کے برابر ہے اور اس کی بنیاد پر دکتوراہ کرنا فائدہ مند بھی رہے گا، لیکن بہتر یہ ہے کہ آپ یونیورسٹی سے ماسٹرز کرلیں تاکہ اگر کسی وقت قانونی طور پر اس دکتوراہ کے خلاف رکاوٹ کھڑی ہو بھی جائے تو بھی آپ کی ڈگری محفوظ رہے، چنانچہ میں نے دکتوراہ کے بجائے ماسٹرز میں داخلہ لے لیا اور اسلامیات میں ۱۹۸۷ء میں ماسٹرز کرلیا۔ اور پھر دکتورہ بھی کرلیا۔

سوال: مدینہ یونیورسٹی میں آپ کے خصوصی اَساتذہ کون تھے؟

جواب: خصوصی طور میں نے شیخ عبدالفتاح المرصفی رحمہ اللہ سے ان کے گھر جا کر باقاعدہ استفادہ کیا، انہیں میں نے قراءات ثلاثہ میں پورا قرآن پاک سنایا تھا۔ اس کے علاوہ جو بھی قراءات سبعہ کے متعلق سوال ہوتے ان پر بھی گفتگو ہوتی رہتی تھی یعنی پڑھ ہم ثلاثہ رہے ہوتے تھے لیکن ساتھ ساتھ تحریرات، شاطبیہ کے اشعار، شاطبیہ کی جزئیات اور قراءت کے تواتر وغیرہ جیسے موضوعات پر بحث ہوتی تھی۔ آخری سال میں مَیں نے ایک مخطوطہ **الافهام في وقف حمزة وهشام** تحقیق کیا، اس میں میرے نگران شیخ عبدالفتاح مرصفی تھے۔ میں نے ان سے بہت سے مخطوطات حاصل کیے اور بہت استفادہ کیا۔

سوال: قراءت ثلاثہ کے علاوہ قراءت سبعہ کے کون آپ کے استاد ہیں؟

جواب: قراءت سبعہ میں سورہ البقرہ اور اصول شیخ عبدالحکیم رحمہ اللہ سے، جبکہ باقی سارا قرآن پاک شیخ عبدالرافع حفظہ اللہ سے پڑھا تھا۔

سوال: إذاعة القرآن سے تعلق کے بارے کچھ بتایئے؟

جواب: ایک دن ہم لوگ مسجد میں امتحان کی تیاری کے لئے جمع تھے۔ اتفاقاً ہم نے ایک صاحب کو مائیکروفون کے ذریعے لوگوں کے انٹرویو کرتے دیکھا۔ وہ گھومتے پھرتے ہمارے پاس بھی آ گیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا

پڑھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ کلیۃ القرآن کے طلبہ ہیں، قراءت پڑھتے ہیں تو اس نے کہا آپ ہمیں اس سے کچھ سنا سکتے ہیں؟ ہم نے کہا بالکل سنائیں گے، چنانچہ میں نے سورہ الفاتحہ کا اجراء ریکارڈ کروادیا۔ یہ پروگرام انہوں نے ریڈیو اذاعۃ القرآن پر جامعہ اسلامیہ کے چند لمحات کے نام سے نشر کیا۔ جب پروگرام چلا تو اذاعۃ القران والوں سے بہت اصرار ہوا کہ قراءت کا پروگرام باقاعدہ چلائیں، چنانچہ عمید کلیۃ القرآن نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ معاملہ ہے، کیا اس کو باقاعدہ چلایا جاسکتا ہے؟ میں نے کہا کہ اگر اساتذہ تیار ہوں تو ہم لوگ پڑھنے کے لیے تیار ہیں، کیونکہ ۱۹۶۵ء سے میں پاکستان ریڈیو پر پڑھتا آرہا تھا۔ ابتداء میں جب انتخاب کا وقت آیا تو اس میں پاکستان سے قاری ابراہیم میر محمدی، قاری ادریس عاصم اور میں، ہم تینوں تھے۔ قاری محمد ابراہیم اور میں دونوں نوجوان شمار ہوتے تھے، چنانچہ اس پروگرام میں مرکزی ہم لوگ تھے، جبکہ بنگلہ دیش اور سعودی عرب کے دو تین طالب علم اور بھی تھے۔ پروگرام کی ترتیب یہ تھی کہ ایک استاد تین حلقات کروائے گا، اس میں پہلا اور تیسرا میں پڑھوں گا، درمیان میں کوئی طالب علم شریک ہوجائے گا، کیونکہ مسلسل ایک گھنٹہ تلاوت کرنا بہت مشکل تھا۔ ۲۰، ۲۰ منٹ کے تین حلقے ہوتے تھے تو پہلا ۲۰ منٹ کا حلقہ میں پڑھوں گا، پھر ۲۰ منٹ کا حلقہ دوسرا پڑھے گا، پھر ۲۰ منٹ کا حلقہ میں پڑھوں گا۔ اسی طرح قاری ابراہیم میر محمدی کا پہلا ۲۰ منٹ کا حلقہ ہوتا تھا، پھر اس کے بعد دوسرا ۲۰ منٹ کا حلقہ کوئی دوسرا پڑھتا، پھر تیسرا ۲۰ منٹ کا حلقہ قاری ابراہیم میر محمدی پڑھاتے تھے۔ ہم دونوں روزانہ تقریباً ۲۰، ۲۰ یعنی چالیس منٹ پڑھتے تھے، جبکہ باقی لوگ ۲۰ منٹ پڑھتے تھے۔

سوال: آپ وہاں کس لہجے میں قرآن کریم پڑھتے تھے؟

جواب: میں وہاں 'منشاوی' کے لہجے میں پڑھتا تھا، اس لئے 'ثانی منشاوی' کے نام سے معروف تھا۔

سوال: مدینہ یونی ورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے وہاں رہنا کیوں پسند نہیں کیا؟

جواب: یہاں والد صاحب اور بڑے بھائی کا شدید اصرار تھا کہ وہاں نہیں رہنا۔ بچے بڑے ہوگئے تھے، اس لئے اہلیہ کا تقاضا بھی تھا کہ خود دکتورہ کرنے سے بہتر ہے کہ بچوں کو دکتورہ کرایا جائے، حالانکہ جامعہ نے بعثت کے طور پر میرا تقرر کردیا تھا، اس کے لیے معقول تنخواہ کی پیش کش بھی کی تھی، جو شاید چار ہزار چار سو ریال بنتی تھی، اس کے علاوہ الاؤنس بھی تھے، یعنی ٹوٹل ملا کر مجھے چھ ہزار ریال بتائے گئے۔ اس کے علاوہ تین ماہ کے اندر اندر فیملی کے ویزہ کی بھی پیشکش تھی۔ دس رمضان کو نتیجہ آیا تھا، جبکہ گیارہ بارہ رمضان کو انہوں نے آفر کردی تھی۔ بہر صورت میں نے واپس آنے کا فیصلہ کرلیا تھا، چنانچہ جب میں سترہ رمضان کو خروج کے لئے جوازات لینے گیا، تو متعلقہ افسر کہنے لگا: اَنت مجنون؟ یعنی دس تاریخ کو تمہارا نتیجہ آیا ہے، سترہ تاریخ کو تو کہتا ہے کہ میرا خروج لگادیں۔ تو میں نے کہا کہ

'قاری مجنون' خیر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے؟ تو میں نے کہا کہ والدین کا اصرار ہے کہ میں پاکستان میں کام کروں۔ انہوں نے کہا بڑی حیران کن بات ہے کہ یہاں سے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا میں یہاں رہوں اور میرا دل وہاں رہے، اس سے بہتر یہ ہے میں وہاں رہوں اور میرا دل یہاں رہے۔

سوال: **عام سامعین کا یہ خیال ہے کہ مصری قراء موسیقی کی آواز میں پڑھتے ہیں؟**

جواب: مصری قراء کے بارے میں، میں اکثر یہ کہا کرتا ہوں کہ ان سے اچھی چیز لے لو اور بری چھوڑ دو۔ میں نے بھی مصری قراء سے پڑھا، مصری قراء کی بعض چیزیں ہمارے اکابرین کے ہاں پسندیدہ نہیں ہیں، چنانچہ ہم نے وہ چیزیں نہیں لیں۔

سوال: **ایسی کوئی مشکلات بتائیں، جو آپ کو دار العلوم الاسلامیہ میں پڑھاتے وقت پیش آئی ہوں؟**

جواب: درس نظامی اور قراءت کا جب ہم تقابل کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ درس نظامی کے اُساتذہ کا مزاج سکون و خاموشی کا ہے، ان کو بالکل سکون اور یکسوئی چاہیے، جہاں کوئی شور اور ہنگامہ نہ ہو، جبکہ قراء کا مزاج جہری تلاوت کا ہوتا ہے۔ اس پر اساتذہ کا اختلاف ہوتا تھا۔ میں ان اساتذہ کو بار بار یہ بات سمجھاتا تھا کہ دیکھئے یہ تجوید کے طلبہ ہیں، درسِ نظامی کے نہیں۔ بنیادی طور پر مدرسہ بھی تجوید کا ہے اور یہ طلبہ بھی تجوید سیکھنے آتے ہیں، میں ان کو درس نظامی پڑھانا چاہ رہا ہوں، میں درس نظامی کے طلبہ کو تجوید نہیں پڑھا رہا، لہٰذا آپ کو اس کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ ادھر تجوید کے اُساتذہ کو میں یہ کہتا تھا کہ درس نظامی والے اگر نہ پڑھائیں گے تو تجوید کے طلبہ درس نظامی سے محروم ہو جائیں گے، لہٰذا ان کے ساتھ ذرا رویہ اچھا رکھو۔ اتنی دشواریاں پیش آئیں کہ مجھے بعض مرتبہ استاذ نکالنا پڑے، مثلاً ہمارے ہاں ایک بڑے اچھے استاد تھے، انہوں نے طلبہ سے کہا کہ تم ہر وقت یہ رُوں رُوں کرتے رہتے ہو، کتابیں پڑھا کرو، ان کا تکرار کیا کرو۔ مجھے طلبہ نے بتایا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ قرآن کے پڑھنے کو 'رُوں، رُوں' کہہ رہے ہیں۔ ان کو بلا کے میں نے ان کا مزاج دیکھا تو وہ جوں کا توں تھا، چنانچہ میں نے ان کو فارغ کر دیا۔ مہتمم اور میرے درمیان یہ معاہدہ تھا کہ درس نظامی اور تجوید و قراءت کو ملا کر چلیں گے۔

سوال: **سبعہ اَحرف سے آپ کے ہاں کیا مراد ہے، کیا آپ اسے تعدد سمجھتے ہیں یا معین عدد؟**

جواب: اس موضوع پر ڈاکٹر عبد العزیز القاری کا مقالہ ہے، جو مجلة الکلیة میں چھپ چکا ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ سبعہ احرف سے مراد سات کا مخصوص عدد ہے۔ متقدمین میں سے امام ابن الجزری رحمہ اللہ وغیرہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ میں بھی اسی کو مناسب سمجھتا ہوں۔

سوال: **علم قراءت میں سبعہ احرف سے مراد لغات ولہجات ہیں یا وجوہ مراد ہیں؟**

جواب: میرا موقف اس بارے میں امام جزری رحمہ اللہ والا ہے، یعنی تذکیر و تانیث، غیب و خطاب اور لہجات

وغیرہ۔اس سلسلہ میں قاری طاہر رحیمیؒ نے ایک نہایت وقیع مضمون لکھا ہے جس سے کافی وضاحت ہوجاتی ہے۔

سوال: وہ کون سا کلمہ ہے جس میں آٹھ وجوہ ہیں؟

جواب: قرآن کریم میں صرف ایک ہی جگہ فَیُغۡفِرُ قَکُمۡ بِمَا کَفَرۡتُمۡ میں آٹھ وجوہ ہیں۔

سوال: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کام کیا تھا، وہ رسم خط کے سلسلہ میں تھا یا قراءات کا؟

جواب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فکتبوہ علی لسان قریش کا حکم دیا تھا،یعنی رسم پر جمع کرنے کا حکم تھا۔اصل میں لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کتابت کا علم نہیں تھا، حالانکہ انھیں اتنا علم تھا جس کا آج دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔انہوں نے قرآن پاک کو جس طرح بغیر حرکات، بغیر زبر، زیر، پیش کے مرتب، مدوّن اور جمع کیا، بغیر نقطوں سے لکھا تو یہ انہی کا کمال ہے۔اس لیے جب ہم غور کرتے ہیں تو ایک حیران کن چیز سامنے آتی ہے، مثلاً اَصحاب الایکہ دو جگہ لام تعریف کے ساتھ ہے اور دو جگہ بغیر لام تعریف کے، تو مجھے یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی۔ بعد میں جب تحقیق کی تو پتہ چلا کہ 'الایکہ' بلد کے لیے بولا جاتا ہے اور 'اَیکہ' مدینہ کے لیے۔اندازہ کیجئے کہ ان کی سوچ اور فکر میں کس قدر وسعت تھی۔(باقی آئندہ)

خوشخبری

اب پہلی بار صرف چار جلدوں میں مشکوۃ المصابیح کی جامع ومختصر، سہل ودلنشین شرح

فیوضات شرح مشکوۃ المصابیح (کامل)

پسند فرمودہ

صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا منظور احمد مینگل صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث حضرت مولانا نور البشر صاحب دامت برکاتہم

مؤلف: مفتی محمد بلال خان بنوی فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی، متخصص جامعۃ الرشید کراچی

خصوصیات

☆ جاذبِ نظر عربی رسم الخط میں "با اعراب" عبارت

☆ ہر حدیث کی زیر بحث عبارت امتیازی عنوان سے

☆ اہل سنت والجماعت کے عقائد کی مدلل وضاحت اور باطل عقائد کا رد

☆ شرح احادیث میں اکابر کی تحقیقات کا خلاصہ

☆ طول طویل بحثوں کی تلخیص اور غیر ضروری ابحاث سے صرف نظر

☆ رواں اور مطلب خیز ترجمہ

☆ مشکوۃ المصابیح کی تقریباً تمام مشکل احادیث پر بحث

☆ احادیث کے تحت فقہی مسالک واختلافات کی مدلل وضاحت

☆ اختصار وجامعیت کے پیش نظر استاد وطالب علم کو درکار مواد پر اکتفاء

☆ امتحانات کی تیاری اور عوامی درس کے لیے یکساں مفید

ناشر وسٹاکسٹ: ادارۃ الغازی بنوں ☎ 0336-9077200

مکتبہ عشرہ مبشرہ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ☎ 0333-1450412

عام قیمت: 2800

رعایتی قیمت: 1400